حرف آغاز

قرآن کریم کا نزول کائنات میں بسنے والے انسانوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرنے اور اللہ اور اس کے مخلوقات کے درمیان موجود فاصلوں کو ختم کر کے انسانوں کو اللہ کی بے کراں رحمت سے متصل کرنے کے لئے ہوا تاکہ اتنی بڑی اور عظیم کائنات میں اپنی اصلیت کو بھولا ہوا یہ انسان اس عظیم الٰہی صحیفہ کے انوار کے سائے میں اپنی معرفت اور قدر و قیمت کو جانے اور اللہ اپنے خالق یکتا کی طرف واپس لوٹے۔

بقول مولانا رومی :

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

اس کتاب عظیم میں موجود معارف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان " انسانیت " کی طرف لوٹے

اور اس کے سائے میں ایک حقیقی انسانی زندگی گزارے ' الٰہی اور انسانی قدروں کو پہچانے ' اچھی زندگی کا معیار انہی آفاقی قدروں کو بنائے جن کا بیان کتاب الٰہی میں ہے ۔ عصر بعثت اور ابتدائے اسلام کے زمانے میں جب عرب و عجم کے ان پڑھ بدو اور افریقہ کے سیاہ حبشی تعلیمات قرآنی سے آشنا ہوئے ' ان تعلیمات کو دل و جان سے قبول کیا اور عملی زندگی میں ان کی حکمتوں کو حرز جاں بنایا تو قیصر و کسریٰ کے استبداد کو للکارنے کے قابل بھی ہوئے جہاں جہاں علم اسلام لے کر پہنچے انسانوں کے قلوب کو فتح کر لیا اور عالم کے دور دراز حصوں میں بھی اسلام کا ڈنکا بجنے لگا ۔ الٰہی دین کی شان و شوکت نے روم و ایران کے شہنشاہوں کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور پھٹے پرانے لباس پہنے چرواہے بھی شاہوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کے قابل ہوئے اس لئے کہ قرآن کریم نے ان کے دلوں کو موحد کر دیا تھا اور ان کے دل تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے تعظیم یا خوف کا احساس ان میں ختم ہو چکا تھا ' اللہ کی محبت اور کتاب الٰہی پر عمل نے ان کے دلوں کو ایک کر دیا تھا یہاں تک کہ قرآن نے ان انسانوں کے بارے میں " والذین معہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم " کہہ کر ان کے خلوص ' ہمدلی اور شجاعت پر مہر تثبیت لگا دی ۔ لیکن جیسے جیسے مسلمانوں نے قرآن کی روح سے دوری اختیار کرنا شروع کر دی قرآن کو متبرک اور مقدس کتاب سمجھ کر صرف چومنے اور محض قرائت پر اکتفا کیا تو اسی سربلند مسلم قوم کا تنزل شروع ہو گیا اور آج یہ حالت ہے کہ دنیا میں مسلمان کوئی نہیں ہے ہاں اگر ہے تو وہ بریلوی ہے ' اہل حدیث ہے ' دیوبندی ہے ' سنی ہے یا شیعہ ہے ۔

زباں سے کہ گیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے
زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

آج کے اسلامی معاشروں میں اس عظیم الٰہی کتاب سے جو سلوک روا رکھا جا رہا ہے وہ قرآن کریم ہی کی زبانی کچھ یوں ہے :

و قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً (فرقان : ۳۵)

اور رسولؐ نے فرمایا : اے میرے پالنے والے بے شک میری قوم نے اس قرآن کو مہجور و تنہا چھوڑ دیا ہے۔

آج قرآن کے بارے میں معاشرے کے جوانوں کی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں ' مختلف ممالک کی کرکٹ ٹیموں اور فنکاروں کے نام تو بچے بچے کو ازبر ہے لیکن قرآن اور دین کے ابجد کا بھی پتہ نہیں۔ ایسے میں جو ہستیاں قرآن اور اس کے پیغام کی ترویج کے لئے زحمتیں اٹھا رہی ہیں غنیمت ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں ہر قسم کے رسالے نظر آئیں گے ' دین کا پیغام پہنچانے کی کوششیں ہر ایک کرتا نظر آئے گا کہیں فقہی احکام نذر قارئین کئے جا رہے ہوں گے اور کہیں مخالف فرقے کو نیچا دکھانے یا کافر ثابت کرنے کی جدوجہد نظر آئے گی لیکن اللہ کے بھیجے ہوئے "پیغام" کی روح بہت کم نظر آئے گی۔ اس بات کے پیش نظر ضرورت ہے ایسے اہل قلم ' علمائے کرام ' دانشوران عظام اور صاحبان عقل و فراست کی جو معاشرے کی مشکلات کا ادراک بھی رکھتے ہوں ' اسلامی تعلیمات کی روح سے بھی واقف ہوں ' امت مرحومہ کے درد کو محسوس بھی کرتے ہوں اور خلوص نیت سے ان مشکلات کو دور کرنے کا ارادہ بھی کریں۔

دینی اقدار کا فروغ ایک ایسی ذمہ داری ہے جس کے لئے جتنا بھی کام کیا جائے کم ہے اور اس معاملے میں " قرآن کریم " ہی وہ کتاب ہے جو شیعہ ' سنی ' حنفی ' شافعی ' حنبلی ' مالکی ' بریلوی ' اہل حدیث ' دیوبندی تمام مسلمانوں کو ذلتوں سے نکال کر عزت دے سکتا ہے ' اس کتاب کی ترویج کے لئے چند زاویوں سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ریڈیو - ٹی وی

ریڈیو ' ٹی وی پر قرائت قرآن ' تجوید قرآن اور تفسیر قرآن کے پروگرام نشر ہوں اور نوجوانوں میں پاپ میوزک کی بجائے قرائت قرآنی کی تشویق کے لئے حسن قرائت کے مقابلے ' قرآن کوئیز وغیرہ جیسے مفید اور انسان ساز پروگرام نشر کئے جائیں ۔

اخبارات

اخبارات میں جس قدر کوریج شوبز کی دنیا کو ملتی ہے حکومتی سطح پر اس کے لئے ایک طریق کار وضع کیا جائے اور اسی طرح سے قرآن پروگراموں کو بھی کوریج دی جائے اور آجکل ارباب اختیار جس طرح شوبز کی رنگا رنگ دنیا میں رقص و سرود کی محفلیں سجاتے ہیں اس کا نصف سرمایہ ہی قرآنی محفلوں کے سجانے پر خرچ کیا جائے اور قرآنی ثقافت کو معاشرے میں فروغ دیا جائے ۔

قرآنی رسائل

آج صحافتی دنیا میں ہر موضوع پر ایک سے زیادہ رسالے کثیر تعداد میں زیور طبع سے آراستہ ہو رہے ہیں جن میں کچھ مفید باتیں بھی مل جاتی ہیں لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انسانیت کی نجات کا ضامن قرآن کریم ہی اس توجہ سے محروم ہے ۔ ضرورت ایسے رسالوں کی ہے جو قرآنی تعلیمات کو عام کر سکیں ' لوگوں کو قرآن کے قریب لا سکیں تاکہ لوگوں کا اوڑھنا بچھونا قرآن کریم بن جائے کیونکہ یہ دعویٰ تو سب مانتے ہیں کہ یہ کتاب دین و دنیا دونوں کی سعادت اپنے دامن میں لئے پیروکاروں کا انتظار کر رہی ہے البتہ یہ کام دینی تنظیموں اور اداروں کے کرنے کا ہے ۔

کمپیوٹر

آج کا دور کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآنی معارف اور علوم کی ترویج اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقات تک اس کتاب کے پیغام کو پہنچانے کے لئے ان علوم و معارف پر مشتمل کمپیوٹر سوفٹ ویئرز بنائے جائیں ' بچوں کی تربیت کے لئے قرآنی مواد کو کمپیوٹر

سوفٹ ویئرز کی صورت میں ڈھالا جائے اور انٹر نیٹ پر صرف قرآنی مواد پر مشتمل ویب سائٹس کا اجراء ہو۔

قرآن کریم کی خدمت و ترویج کے اس کے علاوہ بھی بیسیوں طریقے اور متعدد روشیں ہو سکتی ہیں۔ یہ سب عصر حاضر کے کرنے کے کام ہیں اور ان پر عمل در آمد کے لئے ضمیر کی بیداری، شعور و آگہی اور احساس درد چاہیے۔ حکومتوں کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اسلام اور قرآن کے نام پر وجود میں آنے والی اس عظیم اسلامی مملکت کو قرآن کی طرف لانے کے لئے مثبت، تعمیری اور علمی خدمات کی حوصلہ افزائی کرے اور خصوصاً وزارت مذہبی امور کی طرف سے ایسے پروگراموں کی پشت پناہی بھی کی جائے اور حکومت خود ایسے ادارے بنائے جنہیں مسلکی امتیازات کے بغیر چلایا جائے

لیکن اگر حکومتی ادارے بے حس ہیں تو عوام میں موجود اہل خیر کو تو غافل نہیں ہونا چاہیے۔ دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے ہر شخص اور ہر ادارے کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان موضوعات پر سوچے، سمجھے اور کام شروع کرے۔

عوام الناس کو فکری اور شعوری لحاظ سے کمال کی طرف لے جانا اور اعلیٰ انسانی قدروں سے انہیں آشنا کرنا ہمارے "اکثر مسائل کا حل" ہے جب لوگوں کو فکر و شعور ملے تو عملی طور پر بھی ان کی روش زندگی میں تبدیلی آئے گی اور انسان کی فکری تربیت کے لئے قرآن کریم کی آسمانی تعلیمات سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، اسی ضرورت کا احساس تھا کہ اخوت ٹرسٹ اسلام آباد نے اپنی بساط اور گنجائش کے مطابق قرآن کریم کے علوم و معارف کی ترویج اور اس کے آفاقی پیغام کو عصر حاضر کے جان بلب انسانوں بالخصوص نوجوان نسل تک پہنچانے کے لئے ایک سہ ماہی مجلّہ "المیزان" کے نام سے نکالنے کا فیصلہ کیا جس کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اس مجلّہ کی خصوصیت یہی ہے کہ صرف قرآن کریم سے متعلق علمی، فکری، اخلاقی، معاشرتی، تاریخی اور تہذیبی مباحث کو لوگوں تک پہنچائے اور عوام میں قرآن کریم کی طرف رجحان بڑھانے کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کرے۔

اس مقصد میں کامیابی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیقات اور اس کے برگزیدہ بندوں کی نظر عنایت کے بغیر ممکن نہیں ۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ حسب حیثیت جس کام کا ہم نے بیڑا اٹھایا ہے اس میں ہمیں کامیاب فرمائے ۔

ایک گذارش

رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔ کیفیت ' مضامین و مقالات کی افادیت اور مجموعی طور پر اس مجلّہ کے فوائد پر تبصرہ ضرور کیجئے گا ۔ غلطیوں کی نشاندہی آپ کے ذمے بھی ہے البتہ ایک نکتہ ضروری ہے کہ بیان کر دیا جائے وہ یہ کہ علمی مباحث میں ہمیشہ اختلاف رائے کی گنجائش ہوتی ہے اگر کہیں کسی مقالہ نگار کی رائے سے آپ کو اختلاف ہو تو احسن انداز میں اسے اٹھایئے گا تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں ۔ یاد رہے کہ اسلام اور مسلمین میں اتحاد و وحدت اور اتفاق کی ضرورت آج ہر دور سے زیادہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم جتنا اپنے آپ کو اسلام کا ہمدرد اور دین کے لئے مخلص سمجھتے ہیں دوسروں کے بارے میں بھی کم از کم اتنا سوچ لیں کہ انہیں بھی دین کا درد ہم جتنا ضرور ہو گا ۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو ۔

محمد امین شہیدی